قد ورد الحکم مطلقا وکذا بعضها فالتخصیص لا یخلو من تحکم ولذا تری کثیرا من
الاصحاب طلقوا القول بالتحریم **قوله** اور بھی نکاح و ختنہ مین دف بجانا جائز ہے محقق نے شرائع و مختصر
نافع مین اور علامہ نے ارشاد مین اور صاحب سرائر و قواعد نے اور شہید نے دروس مین اور محقق
ثانی نے اور شیخ الطائفہ نے مبسوط اور خلاف مین بلکہ شیخ نے دعوی وفاق کا کیا ہے جیسا کہ شرح کبیر
مین ہے اور یہ بھی اوسی مین لکھا ہے کہ یہ قول مشہور ہے علماء مین باعتبار فتوی و عمل دونون کے اور سند مین
اس قول کے دو حدیثین نبوی پیش کی ہین پہلی حدیث مین فرمایا جناب رسالتمآب نے اعلنوا
بالنکاح واضربوا علیہ بالغربال یعنے الدف یعنی اعلان کرو نکاح کا اور بجاؤ اوسمین دف کو دوسری
حدیث مین فرماتے ہین فصل ما بین الحلال والحرام بالضرب بالدف عند النکاح یعنی فرق کردو
حلال و حرام مین ساتھ بجانے دف کے بروقت نکاح کے اور امالی شیخ طوسی علیہ الرحمہ مین علی ابن ہیار سے
منقول ہے ایک روز پیغمبر خدا کا گذر ہوا قبیلۂ علی ابن ہیار سے تو حضرت نے دف بجنے کی آواز سنی
لوگونسے پوچھا یہ کیا ہے اونہون نے عرض کیا علی ابن ہیار کی شادی ہے حضرت نے فرمایا نکاح کیواسطے
یہ بہتر ہے نہ حرام کیلیئے پھر فرمایا شدت کرو نکاح مین اور اعلان کرو نکاح مین اور اعلان کرو اوسکا اپنے
درمیان مین اور اوسمین دف بجاؤ پس جاری ہو گیا یہ طریقہ نکاح مین - ان روایات سے صاف ظاہر ہے کہ
مناط قطعی جواز اور علت جواز اعلان و شہرت ہے وجہ یہ ہے کہ ختنہ مین بھی دف بجانیکو جائز مانا گیا ہے اور
کسی نے نکاح و ختنہ مین فرق نہین کیا ہے حالانکہ حدیث مین ختنہ کا ذکر نہین ہے اسلیے کہ مناط جواز قطعی ہے
اور مشترک ہے دونون مین شارح کبیر علیہ الرحمہ فرماتے ہین بعدم القائل بالفرق بینہما مع عدم
تعقل الفرق وقوۃ دعوی کون مناط الجواز قطعیا مشترکا بینہما یعنی کوئی قائل فرق کا نہین ہے
نکاح و ختنہ مین خصوصًا جبکہ فرق اون دونون مین عقل مین نہ آتا ہو اور یہ دعوی قوی ہو کہ مناط جواز
یعنی شہرت و اعلان قطعی ہے مشترک ہے نکاح و ختنہ دونون مین پھر کیونکر اون دونون مین فرق ہو سکتا
ہے پس جبکہ نکاح مین بقصد شہرت و اعلان دف بجانا جائز ہوا اور ختنہ کو بھی بوجہ مناط جواز کے جو قطعی ہے
ملحق نکاح سے کیا تو تعزیہ مین علاوہ اعلان و شوکت اسلام کے مقصود اظہار و یاد دلانا مصائب
اہلبیت کا ہے اور حکایت ہے اون واقعات و اہانت کی جو ظالمون نے آل رسول پر کیئے ہین
جو موجب بکا بھی ہین یہ کیونکر ناجائز ہو سکتا ہے - **اقول** مولویصاحب ممدوح کا اس مقام پر

نکاح وختنہ مین دف بجانیکو ذکر کرنا اور اوسمین اقوال علماء اور روایات کا وارد کرنا محض تطویل للاطائل ہے اسلئے کہ اس مقام پر اوس سے کوئی اصلی غرض متعلق نہین ہے پس اگر دف کا نکاح وختنہ مین بجانا جائز بھی فرض کیا جائے تو اوس سے محل بحث مین کوئی فائدہ حاصل نہین ہو سکتا اسلیے کہ جو حضرات دف بجانیکو نکاح وختنہ مین تجویز بھی کرتے ہین وہ اوسکے جواز کو نہین دونون چیزون کے ساتھ مخصوص کرتے ہین اور اون سے تعزیہ وغیرہ کیطرف تجاوز کرنیکو ہرگز تجویز نہین کرتے چنانچہ صاحب استبصار نے صوت مباح کی نسبت تحریر فرمایا ہے واما المباح فالدف عند النکاح والختان لما روی ابن مسعود ان النبی صلعم قال اعلنوا النکاح واضربوا علیہ بالغربال یعنی الدف وروی انہ علیہ السلام قال فصل ما بین الحلال والحرام الضرب بالدف عند النکاح وعند ذلک ان ذلک مکروہ غیر انہ لا ترد بہ الشہادۃ واما فی غیر الختان والعرس فمحرم اس عبارت سے صراحتًا معلوم ہوا کہ دف کا غیر نکاح وختان مین بجانا حرام ہے اس تقدیر پر مولویصاحب کا استثناء کو تعزیہ وغیرہ مین جاری کرنا مباح نہوگا ضرورۃ ان العام المخصص حجۃ فی الباقی۔ اور شارح مختصر نافع تحریر فرماتے ہین واعلم ان من جملۃ آلات اللہو الدف وانما خصہ الماتن بالذکر قصدًا للاستثناء صورۃ خاصۃ من الحکم بتحریمھا واشار الیھا بقولہ الا فی الاملاک والختان فان الدف فیھما مباح۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ دف کا بجانا مطلقًا حرام ہے اور اوس سے فقط نکاح وختان ہی مستثنی ہے پس مولویصاحب کا تعزیہ وغیرہ کی صورت کو بھی مستثنی کرنا درست نہوگا علاوہ برین جو حضرات کہ دف بجانے کی حرمت سے نکاح اور ختنہ کیصورت کو مستثنی کرتے ہین اونکے نزدیک جواز حکم کا مناط اور علت اعلان وشہرت نہین ہے بلکہ اونکا مستند بھی روایت ہی ہے اور مولویصاحب کا یہ لکھنا کہ حدیث مین ختنہ کا ذکر نہین ہے غلط معلوم ہوتا ہے ورنہ نکاح کے ساتھ محض ختنہ کا ذکر کرنا معقول نہوتا بلکہ اس تقدیر پر استثناء مین ہر وہ صورت داخل ہو جاتی جس مین شہرت واعلان مقصود ہو حالانکہ ایسا نہین ہے جیسا کہ صاحب استبصار کی تصریح سے معلوم ہوا کہ دف کا غیر نکاح وختنہ مین بجانا حرام ہے اور اگر مناط حکم محض شہرت واعلان ہوتا تو غیر نکاح وختان مین بھی دف بجانیکا مطلقًا حرام لکھنا کیونکر صحیح ہوتا اسکے علاوہ یہ ہے کہ علامہ حلی علیہ الرحمہ نے نکاح وختنہ دونون کے استثناء کو روایت ہی کیطرف منسوب کیا ہے اور اگر ختنہ مین دف بجانیکا مستند فقط اعلان وشہرت ہوتا تو اوسکا روایت

کیطرف منسوب کرنا خطا ہوتا ہے اسلیئے کہ اعلان وشہرت کی تقدیر پر استثناء عام ہوتا ہے اور روایت
کی تقدیر پر استثنار خاص ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ کسی مجتہد کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی عام حکم کو خاص
کردے لیکن علامہؒ نے اس حکم کو روایت کیطرف منسوب کیا ہے چنانچہ صاحب معراج السعادت نے
دلیل استثنار کے ذیل مین بیان فرمایا ہے والموسل الموردی فی التذکرۃ حیث قال ورد فی جواز
ذالک فی الختان والعرس اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ختنہ اور نکاح مین دف کے بجانیکا حکم روایت
مین وارد ہوا ہے اسکے علاوہ یہ ہے کہ ذیل کی حدیث کو اکثر اکابر علماء سے نقل کیا ہے جس سے بالخصوص
ختنہ کا مستثنیٰ ہونا ثابت ہوتا ہے قال صاحب المنتخب[ع۱] ما حاصلہ انہ ورد فی الحدیث یقولون
ان ابراھیمؑ ختن نفسہ بقدوم علی دف بہرحال اس بیان سے معلوم ہوا کہ علماء نے نکاح وختنہ
کو محض اعلان کیوجہ سے مستثنیٰ نہیں کیا بلکہ روایت کیوجہ سے کیا ہے اور اس مقام پر یہ لکھنا کہ
نکاح وختنہ مین کوئی قائل فرق کا نہیں ہے کچھ مفید نہیں ہے اسلیئے کہ اس قول کے تسلیم کرلینے سے
یہ بات کب ثابت ہو سکتی ہے کہ استثنار کا مناط فقط اعلان وشہرت ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ استثنار نکاح
وختنہ دونون اپنے اپنے مستند کیطرف منسوب ہین اور عدم قول بالفرق اس مقام پر بعد تسلیم
اتفاقی ہے نہ یہ کہ یہان پر اجماع مرکب ہے حالانکہ جناب ادریس اور صاحب تذکرہ نے اس استثناء
کا نکاح وختنہ دونون جگہ انکار فرمایا ہے اور دف بجانیکو مطلقاً حرام قرار دیا ہے نکاح ہو یا ختنہ یا کوئی
اور صورت اور اونہون نے استثناء کے روایات ضعیفہ کو بالکل ساقط کردیا ہے اسلیئے کہ وہ اونکے نزدیک
کسی معتبر ماخذ کے ساتھ منجبر نہین ہین اور عمومات حرمت کو بلا معارض قرار دیکر طبل ودف وغیرہ کی
حرمت کے مطلقاً قائل ہوئے ہین اور صاحب کفایہ نے اسی قول کا غیر مستبعد ہونا تحریر فرمایا ہے
اور شارح ارشاد سے استثنار کا مستبعد ہونا صاحب معراج السعادات نے نقل فرمایا ہے حیث قال
واستبعد الاستثناء فی شرح الارشاد عملا بالعمومات اور یہی قول احوط بلکہ معین ہے اسلیئے
کہ عمومات نصوص سے اوسیوقت خروج کرنا درست ہے جبکہ کوئی مخصص قوی ومعتبر موجود ہو

ع۱ اس مقام پر صاحب منتخب نے اگرچہ معنی دف مین معنی مشہور سے معنی جنب کیطرف عدول فرمایا ہے تاکہ بقول صاحب ریاض
کسی معصوم کو ایسے امر کے مرتکب ہونے سے بچائین جو کراہت شدیدہ مکروہ ہو مگر ممکن ہے کہ حضرت نے بیان اباحت کیلئے اوسکا ارتکاب فرمایا ہو اور اوس زمانہ
مین اوسکا بجانا مکروہ نہو اور اوسکی کراہت شدیدہ اس شریعت کے ساتھ مخصوص ہو لہذا فقط دف کے معنون مین تصرف کرنا
ضروری نہوگا اس تقدیر پر یہ امر ضرور ثابت ہوگا کہ مولوی صاحب ممدوح کو ایک شدید الکراہتہ امر کے رواج دینے پر اصرار ہے ۱۲ منہ

واذ لیس فلیس پس جبکہ اصل استثناء ہی کا حکم صحیح نہوا ہو تو مولویصاحب کا استثناء کو تعزیہ و علم وغیرہ کیطرف متعدی کرنا بالکل ہی بے ماخذ قرار پائیگا اب اگر ان سب باتون سے قطع نظر کیجاے اور دف کا نکاح مین مستثنیٰ ہونا بھی فرض کر لیا جائے اور بفرض محال مولویصاحب کی تعدی کا جواز بھی تسلیم کر لیا جائے تو اسمین کسی عاقل کے نزدیک شبہہ نہین ہے کہ دف بجانیکا نکاح و ختنہ مین ترک کرنا احوط و اولی ہے پس جبکہ اصل حکم استثناء ہی کے مقام پر ترک احوط و اولی ہوا تو تعزیہ و علم وغیرہ مین ایسی مشتبہہ چیز کا ترک کرنا بہر حال احوط و اولی ہوگا پھر معلوم نہین کہ مولویصاحب کا اس باب مین دخل در معقولات دینا اور تاشہ و باجہ کی فرضی اباحت کا تحریر کر کے شایع کرنا کونسی حکمت پر مبنی ہے

قولہ غرض و غایات کو حلت و حرمت مین دخل ہے جیسا کہ فقہاء نے کتب فقہیہ مین مثل شرائع و ارشاد و مسالک و جواہر وغیرہ مین لکھا ہے کہ آلات لہو کی تجارت حرام ہے جب مقصود اوس سے فعل حرام ہو اگر مقصود اوس سے حلال ہو تو تجارت اوسکی حرام نہو گی جیسا کہ مسالک مین ہے اور ایک جماعت متاخرین اسکی قائل ہے کما فی الجواہر اور طبل حربی کو اشیاء محللہ مین داخل کیا ہے جیسا کہ شہید اول نے لمعہ مین اور شہید ثانی نے شرح لمعہ مین لکھا ہے۔

اقول مولویصاحب ممدوح کی اس تقریر کا جواب اوپر کی تحریرون سے معلوم ہو چکا ہے اور یہ کہ طبل و دف وغیرہ کے باقی رکھنے اور استعمال کرنیکی اصلی غرض و غایت فقط لہو و لعب ہے اور احادیث مین اونکی حرمت مطلقاً منصوص ہے اسلئے کہ اونمین کسی غایت محللہ نادرہ کا فرض کر لینا اونکی حرمت مطلقہ کے منافی نہو گا اور جن بعض فقہاء کا انکی بیع کو تجویز کرنا اوسی صورت کے ساتھ مخصوص ہے جسمین مادہ فساد کا بالکلیہ استیصال ہو جانا فرض کیا جاتا ہے جیسے اونکا جلا دینے یا توڑ دینے کیلئے خرید کرنا اور ظاہر ہے کہ اس صورت مین نزاع کرنا بیفائدہ ہے اور طبل حربی کا اشیاء محللہ مین داخل کرنا صحیح فرض کیا جائے تو وہ مانحن فیہ مین مفید نہو گا حالانکہ قول مذکور خود ہی ضعیف ہے ایسی ایسی فضول چیزون سے مانحن فیہ مین تمسک کرنا اہمال کی دلیل ہے۔

قولہ اور بھی جواہر مین ہے ولو فرض ان للشیٔ منفعتین مقصودتین احدیہما محللۃ والاخری محرمۃ دار الحکم مدار القصد یعنی اگر فرض کیا جاوے کہ شئے کیواسطے دو منفعتین مقصود ہین ایک حلال دوسرے حرام تو حکم حلت و حرمت کا مدار قصد پر ہو گا اگر مقصود منفعت حلال ہو گی تو حلال ہے

ورنہ حرام اسکی بہت سی نظیرین ہین انگور کی تجارت بغرض شراب وغیرہ حرام شے بنانیکے لئے حرام ہے
ورنہ حلال یا کتب ضلال کی حفاظت کرنا حرام ہے اور بغرض تردید حلال ہے اسیطرح بہت چیزین ہین۔
اقول بیشک جواہر کی عبارت کے درست وصحیح ہونے مین کوئی کلام نہین ہے لیکن اسکے ساتھ آپکے
لئے مفید بھی نہین ہے اسلئے کہ یہ حکم اونہین چیزون مین جاری ہوتا ہے جنکی دو غایت حلت وحرمت
مین مستقل موجود ہو جیساکہ انگور مین ہے نہ یہ کہ خواہ مخواہ کسی فعل حرام مین حلت کی نیت فرض کرلیجائے
جیساکہ آپنے باجہ مین حلت کی نیت فرض کرلی ہے۔ قولہ پس دف وطبل کے بجانے سے بھی اگر
مقصود فعل حلال ہو خصوصاً جبکہ حدیث نبوی مین دف بجانیکی اجازت نکاح مین وارد ہوئی ہو اور
ختنہ مین بھی بوجہ اشتراک مناط جواز کے کہ جو قطعی ہے دف بجانیکو علماو نے جائز رکھا ہو تو تعزیہ و
مجالس مین بھی تو غرض دف وطبل بجانے سے اعلان واظہار مظالم اعداء دین ہے جو مطلوب ہے
یہ کیونکر حرام ہو جائے گا یہان بھی مناط جواز قطعی مشترک ہے۔ اقول جناب مولانا احکام شرعیہ
مین قیاس ہرگز نہین کیا جاسکتا اگر آپکی طرح قیاس کی پیروی کیجاتی تو محقق علیہ الرحمۃ بھی استثنا
فرماتے حالانکہ وہ تحریر فرماتے ہین یکرہ الدف فی الاملاک والختان خاصۃ (شرائع کتاب الشہادۃ
صفحہ ۱۴۸) خاصۃً کہنا یہ دلیل قوی ہے کہ سوائے ان دو مقام کے اور کہین جائز نہین ہوسکتا
اسیطرح علامہ وابن ادریس وشہید ثانی ومحقق ثانی وشیخ الطائفہ علیہم الرحمۃ نے بھی لکھا ہے
اور کسی نے عزاداری مین استعمال دف کو جائز نہین جانا ہے قولہ تخلف معلول کا علت سے جائز نہین ہے
اقول بیشک تخلف معلول کا علت سے جائز نہین ہے بشرطیکہ علت حقیقۃً موجود ہو نہ یہ کہ صرف
آپکے ذہن اقدس مین۔ قولہ بلکہ یہان علاوہ اعلان کے یہ بھی مقصود ہوتا ہے کہ اعداء دین کے
مظالم جو اہلبیت رسالت پر کئے ہین ہر اعلی وادنی پر ظاہر ہون اور بسبب رقت ہون اور قلوب کو
اون ملاعین سے تنفر پیدا ہو پس بمجرد اعلان کے جواز سے یہ جواز اولی ہوگا۔ کما ھو ظاھر
اقول چونکہ آج ایک فعل حرام (مثل باجہ) کے ضمن مین ظالم کے ظلم کا اظہار ہونا اور بسبب
رقت قلب اور اعدائے اہلبیت علیہم السلام سے تنفر پیدا ہونا فرض کرکے فعل حرام کی اجازت
دیجاتی ہے تو کل اگر کوئی شخص مجلس کی زینت اور بسبب حزن وغم کو شراب کے دور پر تصور
کرے تو کیا شراب پینے کی اجازت دیدیجائیگی وہ ہرگز نہین دیجاسکتی اسیطرح ایام عزا مین بھی

باجہ کی اجازت نہین دی جاسکتی ہے۔

قولہ علاوہ اسکے اطراف وجوانب دیہات مین تعزیہ داری کا مدار ایسے ہی اعلان پر ہے اکثر لوگ آتے ہین اور ہدایت پاتے ہین۔ **اقول** تحقیق جدید سننا ہو تو سنئیے آپ کے نزدیک اطراف و جوانب دیہات مین عزاداری کا مدار صرف باجہ پر منحصر ہے جیسا کہ آپکی عبارت (تعزیہ داری کا مدار ایسے ہی اعلان پر ہے) مین لفظ ہی حصر پر دلالت کرتا ہے حالانکہ ایسا نہین ہے کما ہو ظاہر یہ ایسی غلطی ہے جو ایک خادم الشریعہ کے لیے بہت نازیبا ہے **قولہ** در روایات منع مین جو عموماً نہی وارد ہوئی ہے یا جن علماء نے مطلقاً منع کیا ہے اول تو وہ عموم و اطلاق بوجہ روایات نبویہ مذکورہ جو موافق قول مشہور کے بھی ہین باقی نہین رہ سکتا **اقول** واہ کیا نئی منطق ہے آپ کے نزدیک کسی قاعدۂ کلیہ سے اگر کوئی شئے استثناء کردیجائے تو وہ شئی ہر تبہ کلیت مین باقی نہین رہتی اور عموم تشریف لیجاتا ہی حالانکہ مامن عام الا وخص کی نص صریح موجود ہے۔ **قولہ** ثانیاً یہ صورت خاص نادر الوقوع ہے منافی عموم و اطلاق کے نہین ہے اسواسطے کہ غرض و غایت ان آلات کی ساخت سے غالباً فعل حرام ہوتا ہے۔ اور بغالب استعمال اوسی مین ہے امر مباح کا بروقت ساخت کے لحاظ بھی نہین ہوتا پس چونکہ یہ صورت اعلان و اظہار مظالم نادر ہے یہ مانع عموم و اطلاق کے نہین ہے النادر کالمعدوم عموم و اطلاق او نہین افراد مین ہے جنکے لئے یہ بنائے گئے ہین جنمین غالباً انکا استعمال ہوتا ہے پس حکم عموم بھی اس افراد نادر پر جو خارج از عموم ہے جاری ہوگا جواز باقی رہیگا جیسا کہ مسالک مین آلات لہو کے جواز جمع مین جبکہ مقصود اوس سے منفعت حلال ہو لکھا ہے اور ایک جماعت متاخر متاخرین نے اونکی متابعت کی ہے **اقول** ابھی آپ لکھ چکے ہین کہ روایات منع مین بوجہ حدیث نبوی عموم باقی نہین رہسکتا اب آپ یہان تحریر فرماتے ہین کہ یہ عموم و اطلاق کے منافی نہین ہر یہ دونون کلام آپکا ایک دوسرے کی نقیض واقع ہوا ہے جو ایک کی صحت کا مقتضی ہے نہ دونون کی افراد نادرہ و شاذہ کا افراد شائعہ کے حکم مین داخل کردینا تو عقلاً و عقلاء دونون کی نزدیک معقول ہے لہذا اس فرد نادر پر بھی حکم حرمت جاری کیا جائیگا مگر آپ اسکے خلاف لکھنا چاہتے ہین لہذا اوسکی کوئی معقول دلیل بھی ارشاد فرمائیے نہایت افسوس ہے کہ آپ یہان تو تحریر فرماتے ہین ”امر مباح کا بر وقت ساخت کے لحاظ بھی نہین ہوتا،، اور پہلے آپ صاحب جواہر کی عبارت اپنے ثبوت دعوی مین پیش کر آئے ہین العجب ثم العجب۔ **قولہ** واضح ہو کہ اس مقام پر یہ خیال نہین ہوسکتا کہ کل باجونکا بجانا مثل دف و طبل کے جائز ہو جب مقصود اوس سے اعلان ہو ہو اسطے کہ اور جتنے باجہ

ہین مثل عود و مزامیر ارگن باجہ وغیرہ حرام ہین باتفاق کل علماء کسی نے اسمین اختلاف نہین کیا ہے اقول بیشک آپکا
صرف یہ قول صحیح ہے لیکن دف و طبل کا استثنا صحیح نہین ہے جیساکہ اوپر کی بیانات سے ظاہر ہو گیا قولہ انمین غنا ہوتا ہی
اقول ”ان مین غنا ہوتا ہے،، کے کیا معنے ہین آیا غنا کیساتھ یا فی نفسہ غنا ہو تو فیہ یا فیہ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہین
یا کوئی تیسرے معنے ہین تو اسکا ثبوت آپکے ذمہ اور رد میرے ذمہ ہے قولہ غرض و غایت بھی انکے بجانے سے لہو و لعب سے اپنی
شوکت و عظمت و زینت ناجائز دکھلانا مقصود ہوتا ہے نہ غیر اقول اگر غرض و غایت بجانے سے لہو و لعب اور اظہار
شوکت و عظمت نہو تو آپکے بنا پر تو ضرور جائز ہونا چاہیے اور آپکو بغیر اقرار کیے چھٹکارا نہین ہو سکتا اسلیے کہ مناط جواز
دونو مین قطعی مشترک ہے قولہ انمین غنا نہین ہوتا ہے اقول اسکے کیا معنے ہین مطلع فرمائے پھر مجھسے اوسکی رد سنیے
قولہ اور عنوان بھی انکی بجانیکا تعزیہ مین عنوان لہو و لعب کا نہین ہے بلکہ اونکی آواز سے لوگ شناخت کر لیتے ہین کہ یہ لہو و لعب
کا باجہ نہین ہے بلکہ ماتمی ہے جسکو سنکر لوگ آتے ہین اور واقعہ کو یاد کر کے روتے بھی ہین اقول یہ صرف آپکا دعوی ہی دعوی ہے
ساری دنیا لہو و لعب کی قائل ہے ماتمی باجہ ہونیکی خوب کہی جب بھی کہین ماتمی ہوتا ہے باجہ تو خاص خوشی مین بجایا جاتا ہے
قولہ اور جناب غفرانمآب اعلی اللہ مقامہ کے زمانہ سے اب تک بلکہ خاص علماء کی مجالس مین ہر وقت دلدل و تابوت
وغیرہ آنیکے اونکی موجودگی مین بجتا ہی تھا اور اب بھی بجتا ہے اقول فدایت شوم کیا بات کہی چونکہ ایک مجتہد کے زمانہ
بجتا آرہا ہے لہذا بجنا چاہیے کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ جناب غفرانمآب طاب ثراہ کے زمانہ سے بہت سے لوگ شراب پیتے
آرہے ہین لہذا آپکی بنا پر ضرور پینا چاہیے حضرات علماء کی موجودگی مین کسی حرام فعل کے ہونے پر اور اوسپر سکوت اختیار
کرنے سے علماء کی اجازت کیونکر متصور ہو سکتی ہے اونکی اجازت اوسیوقت ہو سکتی ہے جب وہ خود حکم دین یا منع کرنے پر پوری
قدرت حاصل ہو اور وہ منع کرین آپکی خدمت اور حضرات علماء کرام کیخدمت بابرکت مین بہت سے لوگ ڈاڑھی صاف کر کے
آتے ہین اور حضرات علماء کسی خاص سبب اور مجبوری سے منع نہین فرماتے تو کیا اس سے آپکی یا اونکی اجازت ڈاڑھی مونڈانے پر
ہو سکتی ہے ہرگز نہین فمثل بران کنت بصیرا قولہ بلکہ کربلائے معلے و کاظمین و نجف اشرف مین شب عاشورہ بجتا ہے
اقول آپکی جلالت قدر و علمی تبحر کے ساتھ ایسی عمدہ دلیل اور وہ بھی ترقی کیساتھ العجب ثم العجب۔ کیا آپ اہل کاظمین
و نجف اشرف کے فعل کا لوگونکے لیے حجت ہونا قرآن و احادیث سے ثابت کر سکتے ہین۔ قولہ بلکہ علماء کے جنازہ کیساتھ
بھی بجتا ہے بغرض اعلان کوئی عالم منع نہین کرتا اقول سبحان اللہ کیا خوب ترقی کی ہے مین خوب تحقیق کر چکا ہون علماء کی
جنازہ کیساتھ کبھی باجہ نہین بجایا جاتا اور علماء کا کسی خاص مجبوری سے نہ منع کرنا اونکی اجازت کو مقتضی نہین ہے
قولہ بلکہ ممالک ایران مین بھی بجتا ہے بلکہ مدینہ منورہ مین بروز عاشورہ علم و ذوالجناح نکالا جاتا ہے اور مجمع کثیر شیعہ

سینہ زنی کرتے ہوئے نوحہ و بکا کرتے ہوئے ایک مقام سے دوسرے مقام جاتے ہیں اور باجہ اون کے ساتھ بجتا ہے اگلی سال جو حجاج آئے
اور علما شیعہ اونکو مدینہ منورہ میں ہوا وہ سب بیان کرتے ہیں **اقول** سبحان اللہ کیا بلند پرواز ہے چونکہ ملک ایران میں
بجتا ہے لہذا ہر جگہ بجنا چاہئے اگر مدینہ منورہ میں بجتا ہے تو پھر آپکا کیا۔ آپ اس سے کیا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہیں آپ
یہ نہ کہدین کہ ایران و مدینہ منورہ میں بت پرستی ہوتی ہے لہذا ہر جگہ سبکو کرنی چاہئے۔ **قولہ** یہ چند کلمہ موافق سوال سائل
کے بطور اختصار لکھے گئے ورنہ قول مختار لکھنا مقلد کیواسطے کافی ہے دلیل کی ضرورت نہیں واللہ اعلم۔

اقول بیشک قول آپکا ہر طرح سے صحیح و درست ہے۔ مگر آپ ایسے مجتہد کیلئے محض قول مختار کا لکھدینا اگر کافی تھا
تو آپنے ایسی ضعیف دلیل کو وارد ہی نہ کیا ہوتا اور اگر سائل کی خواہش کے موافق دلیل لکھنا مصلحت تھا تو کوئی
معقول اور مطول دلیل لکھی ہوتی اختصار کی کیا ضرورت تھی۔ **قولہ** حررہ خادم الشریعہ **اقول**
قولہ اقل الحاج السید ابو الحسن حرسہ قاہ عن شر اعداہ۔ نقل مہر شریف **اقول** اس مقام پر صفت حاج اور سید کا
لکھنا بے محل اور تطویل لاطائل ہے جو اختصار کے منافی ہے محض نام ہی کافی تھا۔ **ناظرین** رسالہ ہذا پر پوشیدہ نہیں ہے
کہ جن جن وجوہ کو جناب مولانا ممدوح نے ایام عزا میں باجہ بجنے کیلئے تحریر فرمائے تھے میں نے اونکا بطلان اچھی طرح سے ثابت
کردیا ہے لہذا حضرات مومنین کو چاہئے کہ وہ اس قبیح رسم کے مٹانے میں کماحقہ کوشش فرماکر مثاب و ماجور ہونگے۔
مزید اطمینان کیلئے حضرات علمائے کرام کی فتاوے بھی شائع کئے جاتے ہیں۔ والسلام علی من اتبع الہدی

ما قولکم دام ظلکم اس مسئلہ میں کہ ماہ محرم میں باجہ کا اس غرض سے بجانا کہ وہ حزن و غم کا معین ہوتا ہے جائز ہے یا نہیں
جواب حجۃ الاسلام جناب مولانا السید آقا حسن صاحب قبلہ مجتہد مدظلہ **باسمہ سبحانہ** بعض علماء نے دف کی اجازت
دی ہے اور انگریزی باجوں وغیرہ کو اونہوں نے بھی منع کیا ہے لیکن استثنار دف کا او جواز اوسکا عزاداری میں ثابت نہیں ہے پس
کسیطرح کا باجہ بھی ہو جواز اوسکا اور اجازت اوسکی نہیں دیجاسکتی واللہ العلیم۔ حررہ سید آقا حسن بقلمہ۔ **جواب**
حجۃ الاسلام جناب مولانا السید نجم الحسن صاحب قبلہ مجتہد مدظلہ **باسمہ سبحانہ**۔ صوت دف کو بعض علماء نے
اجازت دی ہے مگر جواز خالی از اشکال نہیں ہے لہذا اجتناب چاہئے واللہ یعلم نجم الحسن عفی عنہ بقلمہ **جواب**
حجۃ الاسلام صدر المحققین شمس العلماء جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ مجتہد مدظلہ باسمہ سبحانہ الجواب
و باللہ التوفیق باجہ بجانا کسیوقت میں جائز نہیں ہے اور ماہ محرم میں بجانا زیادہ تر موجب گناہ ہے واللہ العالم۔

ناصر حسین عفی عنہ
بقلمہ

اللہ — علی الی الخیر

سید علی نقی ملا فاضل متوطن جندوپٹی ضلع دربھنگہ صوبہ بہار، مورخہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ

الحق احق ان یتبع

ردُّ المغالطہ

یعنی

جناب مولانا ابو الحسن صاحب قبلہ کے انوکھے اجتہاد پر

جناب مولوی سیّد علی نقی صاحب ملا فاضل کی تنقید

حسب فرمائش زبدۃ الافاضل جناب مولوی سیّد حامد حسین صاحب عشروی۔

باہتمام محمد قادر بخش مالک مطبع

اصح المطابع تھوئی ٹولہ لکھنؤ

بماہ اکتوبر ۱۹۱۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک جواب استفتاء حسب فرمائش جناب نواب مظفر علیخانصاحب رئیس لکھنؤ شائع کیا گیا ہے جو جناب مولانا ابوالحسن صاحب قبلہ کشمیری کا دستخطی ہے اس جواب استفتاء پر اگرچہ جناب مولانا موصوف کی نقل مہر شریف بھی ہے لیکن مجھے کسیطرح اس بات کا یقین نہین آتا کہ یہ جواب استفتاء جناب مولانا موصوف کی دستخط سے شائع ہوا ہے اسلئے کہ اسمین ایسی رکیک باتین بیان کیگئی ہین اور ثبوت دعویٰ مین ایسی کمزور اور لایعنی دلیلین لکھی گئی ہین جو ایک مبتدی طالب العلم کیلئے بھی نا زیبا ہے چہ جائیکہ ایسے شخص کیلئے جو مدعی اجتہاد ہو۔ چونکہ اس فتوے مین قوم کو مغالطہ دیا گیا ہے اور صرف اپنی بات کی ہٹ مین خواہ مخواہ کی دلیلین بیان کیگئی ہین اور نیز حیثیت ہے کہ میرا ایک مضمون مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۱۷ء کے اثنا عشری مین ”محرم اور باجہ“ کے عنوان سے شائع ہوا ہے جسکے ساتھ حضرات علمائے کرام کے فتاوے بھی شائع کئے گئے ہین مجھپر واجب ہوا کہ مین اس فتوے پر تنقیدی نظر ڈالکر عزاداران سید الشہداء علیہ السلام کو ایک بہت بڑی مذہبی جرم اور اخلاقی کمزوری کے مظلمہ سے نجات دینے کی کوشش کرون وما توفیقی الا باللہ۔

صورت مسئلہ مذکورہ

کیا فرماتے ہین علمائے دین مدظلہم + اس مسئلہ مین کہ تعزیہ و علم کے ساتھ یا مجالس عزا مین بروقت آنے دلدل اور شبیہہ وغیرہ کے ڈھول تاشہ بجانا جائز ہے یا نہین امیدوار ہون کہ بدلائل جواب ارشاد ہو تاکہ موجب مزید اطمینان کا ہو بینوا و توجروا

قولہ۔ جواب بسم اللہ ولہ الحمد و بہ نستعین - دف وطبل و تاشہ کا بلا غنا کے بجانا تعزیہ و علم کے ساتھ اور مجالس عزا مین جبکہ مقصود اوس سے امر ناجائز مثل لہو ولعب کے نہو بلکہ غرض و غایت اوسکے بجانے سے امر مباح مثل شوکت و اعلان کے ہو جیساکہ بادشاہونکی سواری مین ڈنکا ہوتا ہے یا مقصود اوس سے حکایت و اظہار اور یاد دلانا اون مظالم کا ہو جو ظالمونکے ہاتھ سے اہلبیت رسالت پر گذرے ہین کیونکہ معروف ہے بعض اخبار مین وارد بھی ہوا ہے کہ فوج یزید مین باجہ تھا اور اہلبیت کو اسیر کرکے جب شام مین لیگئے ہین تو خوشی سے دف وطبل بجاتے تھے بس ان اغراض سے دف وطبل کا بجانا مضر نہین ہے بلکہ مطلوب ہے حرمت اوسکی اوسوقت مین ہے جب مقصود اوس سے امر حرام ہو۔

اقول میری سمجھ مین ابتک نہین آیا کہ ،، دف وطبل و تاشہ کا بلا غنا کے بجانا ،، کے کیا معنی ہین آیا یہ معنی ہے کہ دف وطبل تاشہ کے ساتھ اگر گانا بھی ہو تب انکا بجانا ناجائز ہے تو اسکا قائل نہ تو کوئی علمائے کرام سے ہوا ہے اور نہ **قرآن و حدیث** مین اسکا کہین ذکر ہے بلکہ باجہ بجانا مطلقاً حرام ہے خواہ اوسکے ساتھ گانا ہو یا نہو یا یہ معنی ہے کہ نفس باجہ مین غنا ہو تو ناجائز والا جائز ہے تو اس کا قائل بھی سوائے **مولانا** کے اور کوئی نظر نہین آتا۔ یا اسکے علاوہ کوئی تیسرے معنی ہین تو اوس سے مطلع فرمایا جائے۔ دف وطبل و تاشہ وغیرہ کا آلات لہو مین داخل ہونا اور اونکے بنانے اور استعمال کرنیکا مطلقاً حرام ہونا مجمع علیہ ہے اور اونکی غایت مقصودہ کا جسکے لیئے وہ بنائے گئے ہین لہو ولعب مین منحصر ہونا عقلاء کے نزدیک از قبیل مسلمات ہے اور اونمین کسی غایت صحیحہ کا فرض کرلینا اونکی حرمت کو ہرگز برطرف نہین کرسکتا ورنہ کل حرام چیزونکے حلال ہونیکا حکم کرنا لازم آئیگا اسلیئے کہ کوئی حرام چیز ایسی نہین فرض کیجاسکتی جسمین کوئی حلال منفعت نہ فرض کیجاسکتی ہو لیکن تالی کا باطل ہونا مسلم ہے لہذا مقدم کے باطل ہونےمین بھی شبہہ نہوگا۔ اس مطلب کی فی الجملہ توضیح یہ ہے کہ آلات لہو کی دو قسمین ہین ایک قسم وہ ہے جسمین اوسکے حرام ہونیکی بالخصوص تصریح کیگئی ہے جیسے دف بربط طبل و طنبور وغیرہ اور دوسری وہ قسم ہے جسکے حرام ہونے کی بالخصوص تصریح نہین ہے بلکہ اوسکی حرمت مین اوسکا منجملہ لہو ولعب ہونا شرط ہے پس پہلی قسم کی حرمت کسی غایت کے ساتھ مخصوص نہوگی اور دوسری قسم کی حرمت اوسیوقت ثابت ہوگی جبکہ اوسکی غایت لہو ولعب ہو اب چونکہ دف اور طبل اور طنبور پہلی قسم مین داخل ہین لہذا اونکی حرمت مین کسی غایت پر نظر کرنا صحیح نہوگا اور اونکی حرمت اوس مقام پر بھی ثابت رہیگی جہان اونکی غایت کا حلال ہونا فرض کیا جائے۔ جیسا کہ صاحب معراج السعادات تحریر فرماتے ہین کہ جن آلات لہو کی حرمت اخبار سے ثابت ہوئی ہے وہ دو قسمونکی آلات ہین پہلی قسم وہ ہے جسکے حرام ہونیکی بالخصوص تصریح کیگئی ہے اور وہ طنبور۔ عود۔ مزمار۔ طبل

اوس نے ہے اور انکی حرمت مین کوئی شبہہ نہین ہے دوسری قسم وہ ہی جو فقط آلات لہو مین داخل ہونیکی وجہ سے
حرام ہے پس اس قسم مین وہی آلات حرام ہونگے جو لہو و لعب کیلئے بنائے اور مہیا کیئے جاتے ہین اور انکو عرف مین
آلہ لہو کہتے ہین اور اس قسم مین یہ مراد نہین ہے کہ جس آلہ کے ساتھ لہو و لعب کیا جائے وہ حرام ہو جائیگا اگرچہ
وہ کسی دوسرے مطلب کیلئے بنائے جائین جیسے طشت اور اخروٹ جیساکہ فصول المہمۃ کی روایت سے ثابت
ہوتا ہے اس صورت مین مطلق آلات لہو کی حرمت یا حلت کا محض غرض و غایت پر قرار دینا صحیح نہو گا جیساکہ
مولویصاحب ممدوح نے اپنے ڈیڑھ ورقی رسالہ مین خیال کیا ہے ہم اس مقام پر توضیح مطلب کیلئے اولاً
اون اخبار مین سے بعض کو لکھتے ہین جنسے تقسیم مذکور پر استدلال ہو سکتا ہے بعد ازان علمائے کرام کے
بعض کلمات لکھنے پر اختصار کرینگے جن سے مولویصاحب ممدوح کے کلام کا بے سر و پا ہونا ہر شخص پر
سفیدۂ صبح کیطرح ظاہر ہو جائے گا۔ حضرات معصومین علیہم السلام کے مبارک احادیث اور مقدس
اخبار اس باب مین بکثرت وارد ہوئے ہین اس مقام پر بغرض تیمن چند حدیثین نقل کیجاتی ہین۔
(۱) روایت نہایہ ہے جسمین شطرنج۔ نرد۔ کوبہ (طبل) اور عرطبہ (طنبور) سے ممانعت کیگئی ہے۔
(۲) روایت سکونی ہے جسمین حضرت رسول صلعم نے مزمار۔ کوبان۔ کبرات (طبل) سے منع فرمایا ہے
(۳) روایت عمران زعفرانی ہے جسمین مذکور ہے کہ جو شخص کسی نعمت کے شکریہ کیجگہ مزمار کا استعمال
کریگا تو وہ کفران نعمت کریگا۔
(۴) ابی ربیع شامی کی ہے جسمین حضرت رسول صلعم کا یہ قول مذکور ہے کہ حق تعالے نے مجھکو
تمام عالم کیلئے رحمت کر کے مبعوث فرمایا ہے اور اسلئے کہ مین آلات لہو و مزامیر کو نیست و نابود کر دون۔
(۵) وہ روایت جسمین یہ مذکور ہے کہ خداوند عالم نے اونہین چیزونکو حرام قرار دیا ہے جس سے طرح
طرح کے مفسدے پیدا ہوتے ہون جیسے بربط اور مزامیر اور شطرنج یا جس چیز سے لہو و لعب کیا جائے اور
صلیب اور صنم وغیرہ ایسی چیزونکا سیکھنا اور اوسپر عمل کرنا اور اجرت لینا یا کسی قسم کا تصرف کرنا حرام ہے
البتہ اگر وہ ایسی چیز ہو جسمین کوئی منفعت ملحوظ رہے تو اوسکا یہ حکم نہ ہوگا۔
(۶) رضوی ہے جسمین مذکور ہے کہ جس گھر مین طنبور یا عود یا لہو و لعب کا کوئی آلہ مثل شطرنج وغیرہ کے چالیس روز
تک رہے تو وہ غضب خدا کا مستحق ہوگا اور اگر چالیس روز کے اندر مر جائیگا تو وہ فاسق و فاجر اور جہنمی ہوگا
(۷) وہ خبر ہے جسمین مذکور ہے کہ جو چیز ذکر خدا سے باز رکھے وہ قمار مین داخل ہے۔

(۸) وہ خبر ہے جسمین مرقوم ہے کہ خداوند عالم ہر ایک گنہگار کو بخشدیتا ہے مگر صاحب عرطبہ (طنبور) یا صاحب کوبہ (طبل) کو نہین بخشتا۔

(۹) وہ روایت ہے جو آخر زمان کے حالات پر مشتمل ہے اور اوسمین یہ الفاظ مرقوم ہین کہ جب آلات لہو کا ظہور ہوگا اور کوئی شخص منع نہ کریگا اور نہ کوئی شخص اوسکے منع کرنیکی جرأت کرسکیگا اور حرمین مین بھی ملاہی موجود جائینگے۔

(۱۰) وہ روایت ہے جسمین مذکور ہے کہ قیامت کے دن صاحب عرطبہ (طنبور) سیاہ رو محشور ہوگا اور اوسکے ہاتھ مین آگ کا طنبور ہوگا اور اوسکے سر پر ستر ہزار فرشتے موکل ہونگے اور ہر ایک کی ہاتھ مین آتشین گرز ہوگا جو اوسکے چہرہ اور سر پر لگائے جائینگے اور صاحب مزمار اور صاحب دف کا بھی یہی حال ہوگا۔

(۱۱) وہ روایت ہے جسمین مذکور ہے کہ خداوند عالم نے میری امت پر قمار اور طنبور کو حرام کیا ہے۔

(۱۲) روایت سیملہ ہو جسمین مذکور ہے کہ حضرت آدم کی وفات پر ابلیس اور قابیل نے شماتت کی اور حضرت کی شماتت کی غرض سے آلات لہو کا استعمال کیا پس جو آلات زمین پر ایسے ہون جنکو لوگ بغرض تلذذ استعمال کرتے ہون وہ سب بھی اسی حکم مین داخل ہونگے۔ اخبار مذکورہ مین اگر بعض اخبار کا ضعیف ہونا فرض بھی کیا جائیگا تب بھی اون سے استدلال کرنا صحیح ہوگا اسلئے کہ وہ حکایات اجماع اور فتاوائے علماء وغیرہما سے موید ہین چنانچہ صاحب معراج السعادات لکھتے ہین ملاہی مین مشغول ہونا اور آلات لہو کا استعمال کرنا حرام ہے اور اسکی حرمت کی اکثر اصحاب کی کتابون مین تصریح موجود ہے جیسے نہایہ۔ سرائر۔ شرائع مختصر نافع قواعد۔ ارشاد۔ تحریر۔ دروس۔ تذکرہ۔ مسالک۔ اور کفایہ وغیرہ اور کفایہ مین یہ بھی مرقوم ہی کہ مین اسکی حرمت مین خلاف پر مطلع نہین ہوا اور علامہ مجلسی نے بھی فرمایا ہے کہ اسکی حرمت مین مابین شیعہ اختلاف نہین ہی اور ملا احمد اردبیلی کی شرح ارشاد مین اسکا اجماعی ہونا مرقوم ہے اور بعض معاصرین نے اوسپر ایک صاف سے اجماع کو نقل کیا ہے بلکہ ظاہر یہ ہے کہ اسپر اجماع محصل ہے اس تقدیر پر جھانجھ اور طبل و تاشہ کا تعزیہ و علم کیساتھ اور مجالس عزا مین بجانا مطلقاً حرام ہوگا اگرچہ اوسکے بجانیکی غرض و غایت کوئی امر مباح بھی فرض کیا جائے جیسے شوکت و اعلان اسلئے کہ جو چیز فی نفسہ حرام ہے وہ کسی غرض صحیح کیوجہ جائز نہین ہوسکتی چنانچہ جناب شیخ مرتضیٰ علیہ الرحمہ کے اوستاد فرماتے ہین کہ آیا آلات ملاہی کے استعمال کرنیکی حرمت کسی خاص استعمال کیساتھ مخصوص ہے جیسے اونسے کسیکا لہو مین مبتلا کرنا یا آلات لہو کا بقصد لہو و لعب استعمال کرنا تاکہ اونکا استعمال

کرنا اوسوقت حرام نہو جبکہ اونسے قصد لہو و لعب متعلق نہو جیسے طبل و دف یا طنبور کا اس غرض سے بجانا کہ وقت خروج اور دخول کا اعلان ہو جائے یا موذی حیوانات زراعت سے دفع ہو جائین اور اسیطرح اونکا طریق مخصوص کے علاوہ کسی دوسری غرض مین صرف کرنا جیسے دف کا پیمانہ بنانا اور مزمار کا عصا قرار دینا یا ایسا نہین ہے بلکہ اونکی حرمت جمیع استعمالات کو شامل ہو گی ظاہر احتمال ثانی ہے یعنی اونکا استعمال کرنا مطلقاً حرام ہو گا بلکہ اسمین گو یا کہ بین العلماء اختلاف ہی نہین ہے اور اس مطلب پر فصول مہمہ اور ابو الربیع شامی اور تحف العقول اور رسالہ محکم و متشابہ کی روایتین دلالت کرتی ہین اور فصول مہمہ مین حضرت امام جعفر صادق ؑ سے منقول ہے کہ جس چیز مین مفسدہ ہو اور اوسکی ممانعت وارد ہوئی ہو تو اوسکا کھانا پینا اکتساب کرنا یا نکاح کرنا اور مالک ہونا یا ہبہ کرنا یا عاریت دینا یا رکھنا اوسیطرح حرام ہو گا جسطرح کہ مردہ اور خون یا سور کے گوشت کا خرید و فروخت کرنا حرام ہے اور اوسمین ہر طرح کا تصرف کرنا ناجائز ہو گا اور حدیث مذکور مین فقرات ذیل بھی مذکور ہین ۔ وکذلک کل ملهو به وکل منهی عنه مما یتقرب به لغیر الله ویقوی به الکفر والشرك من جمیع وجوه المعاصی او باب یوهن به الحق فهو حرام بیعه وشرائه وامساکه وملکه وهبته وعاریته وجمیع التقلب فیه الا فی حال تدعو الضرورة الی ذالك اس روایت سے نہایت صراحت کے ساتھ معلوم ہوا کہ جس فعل کی غرض و غایت لہو اور معصیت ہو اوسکا استعمال کرنا مطلقاً جائز نہین اسلئے کہ باعتبار غالب اون مین لہو و معصیت کے سوا کوئی غایت نہین ہوتی اور یہ کہ اغراض نادرہ اوسمین قادح نہین ہین لہذا اونکی حرمت کا حکم باعتبار اختلاف اغراض مختلف نہو گا اور اسمین شبہہ نہین کہ طبل و دہل اور دف اور بربط اور مزمار اور دیگر آلات لہو مین باعتبار غالب کوئی غرض صحیح نہین ہے لہذا اونکی حرمت مطلقہ مین شبہہ نہو گا اور اونکا کسی غرض صحیح مین استعمال کرنا مباح نہو گا اسکے علاوہ محققین فقہائے بھی آلات مذکورہ کے موضوعات محرمہ مین داخل ہونیکو کسی خاص غرض و غایت کے ساتھ مقید نہین کیا ہے ۔ ہم اس مقام پر بعض حضرات کے افادات کی نقل پر اکتفا کرتے ہین وہ کئی بزرگوار ہین ۔

(۱) جناب علیین مکان طاب ثراہ ہین چنانچہ جناب مرحوم نے مجالس مفجعہ کے چھوٹے مقدمہ مین تحریر فرمایا ہے کہ طبل و دہل کے بجانے اور غنا کرنے اور ساز ملاہی سے احتراز کرنا سزاوار بلکہ واجب ہے اور اِن سے کسیکو ہمارے کسی عالم نے تجویز نہین کیا بلکہ اون چیزونکا استعمال گمراہ صوفیونکی عادت ہے چنانچہ

غنا کی حرمت مطلقہ کے ادلہ سابق مین مذکور ہو چکے ہین رہا عود و طبل کا بجانا اور مزامیر کا استعمال کرنا تو اوسکی حرمت بھی آلات لہو کے استعمال کی حرمت سے ظاہر ہے اسلیے کہ اونکے بنانے کی حرمت اسلیئے ہوئی ہے کہ اونکی غرض و غایت حرام ہے تاکہ لہو کا دروازہ بند ہو جاے چنانچہ علامہ حلی رح نے منتہی مین فرمایا ہے کہ اصنام اور ہیاکل عبادت اور آلات لہو اور آلات قمار کا بنانا حرام ہے اور اسمین مابین علماء اختلاف نہین ہے اس عبارت سے آلات لہو کا جناب علیین مکان علیہ الرحمۃ کے نزدیک مطلقاً موضوعات محرمہ مین داخل ہونا معلوم ہوا جسپر اونکا قول فان الحرمۃ فی عملها انما نشأت الخ بصراحت دلالت کرتا ہے پس مولویصاحب ممدوح کا آلات مذکورہ کی حرمت کو غایت محرمہ کے ساتھ مخصوص کرنا بے معنی ہوگا۔

(۲) صاحب معتبر و برہان ہین وہ لکھتے ہین کہ نرد و شطرنج اور اربعۃ عشر کے ساتھ جو شخص بازی کرتا ہے اوسکی شہادت مردود ہے اور اسیطرح جو شخص کہ آلات لہو کو بناتا ہے اوسکی شہادت بھی مردود ہے اور اسپر نصوص مستفیضہ دلالت کرتے ہین۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ آلات لہو کے استعمال سے شہادت مطلقاً مردود ہو جاتی ہے اور اوسمین کسی غایت مخصوصہ کو دخل نہین ہے اور یہ کہ اونکی حرمت پر اجماع اور نصوص مستفیضہ دلالت کرتے ہین جس کا مولویصاحب ممدوح کی تحقیقات کے مخالف ہونا ظاہر ہے۔

(۳) شیخ الطائفہ علیہ الرحمہ ہین چنانچہ اونہون نے صوت محرم کی نسبت تحریر فرمایا ہے الثانی محرم وهو صوت الاوتار والنایات والمزامیر کلها فالاوتار والعود والطنابیر والمعرفہ والرباب ونحوها والمزامیر معروفۃ وعند نا کذلک محرم ترد شهادۃ الفاعل والمستمع الخ شیخ الطائفہ رح کی عبارت سے آلات لہو کی آواز کا مطلقاً حرام ہونا مستفاد ہوا اور یہ کہ وہ کسی خاص صوت کے ساتھ مخصوص نہین ہے اس تقدیر پر آلات لہو کی آواز کا تعزیہ اور علم اور دیگر اغراض مین سماعت کرنا بھی حرام ہوگا اور مولویصاحب کی تحقیقات بالکل لغو قرار پائیگی بہرحال علماء اعلام مین کوئی بزرگ ایسے نہین معلوم ہوتے جنھون نے طبل و دف وغیرہ آلات لہو کی حرمت کو کسی خاص غرض اور غایات کے ساتھ مقید کیا ہو البتہ اس باب مین صاحب کشف الغطاء سے مسامحہ ہوا ہے جس کا حال آئندہ معلوم ہوگا اس مقام پر زائد طول دینا مناسب نہین ہے

قولہ اور علمائے عراق مثل جناب شیخ جعفر نجفی صاحب کشف الغطاء جناب شیخ زین العابدین مازندرانی وغیرہ بھی انہین اغراض سے جائز جانتے ہین۔

اقول ہماری اوپر کی تقریر سے معلوم ہوگیا کہ آلات لہو کا استعمال مطلقاً حرام ہے جسپر اجماع اور اخبار معتبرہ دلالت کرتے ہین ایسی صورت مین جناب شیخ جعفر نجفی کا قول محض مسامحہ پر محمول کیا جائیگا چنانچہ جناب علیین مکان رح وغیرہ نے انکے قول مذکور سے نہایت محققانہ تعرض فرمایا ہے جسکے بعد صاحب کشف الغطاء کے قول کا ضعیف و مضمحل ہونا کسی عاقل پر پوشیدہ نہین رہ سکتا ہے جناب علیین مکان رح نے مجالس مفجعہ کے مقدمہ سادسہ مین جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اوسکا خلاصہ یہ ہے کہ جو چیز فی نفسہ مباح ہو اور کسی ایسے عموم کے تحت مین مندرج ہو جائے جسکا رجحان معلوم ہے تو اوسکے رجحان کا حکم کرسکتے ہین مگر طبل و دہل کا بجانا فی نفسہ حرام ہے لہذا اوس کا عموم راجح کے تحت مین مندرج ہونا اوسکے اباحت یا رجحان کو مقتضی نہوگا بلکہ وہ اپنے حرمت پر باقی رہیگا اور اونکی عین عبارت کا اس مقام پر لکھنا مناسب نہین ہے جس کا جی چاہے مجالس مفجعہ کیطرف رجوع کرے۔ اس مقام پر یہ شبہہ ہوتا ہے کہ طبل ودف وغیرہ کی حرمت کا اسی امر پر مدار ہے کہ اوسکی غرض و غایت لہو ولعب فرض کیجائے لہذا وہ فی نفسہ حرام نہونگے بلکہ اونکی غرض و غایت جس کا لہو لعب ہونا فرض کیا گیا ہے حرام ہوگی اور اس صورت مین جبکہ آلات مذکورہ کے استعمال کی کوئی غایت صحیحہ مقصود ہوگی تو جائز ہوگا جیسے طبل ودہل کا بغرض بکا وابکاء یا بغرض اعلان بجانا جیسا کہ صاحب کشف الغطاء نے تحریر فرمایا ہے اور اوسکا جواب یہ ہے کہ یہ شبہہ اوسوقت ہوسکتا ہے کہ جب آلات مذکورہ کی حرمت غایات فاسدہ کیوجہ سے فرض کیجائے حالانکہ ایسا نہین ہے کیونکہ اخبار مین آلات مذکورہ کی حرمت کا حکم مطلق ہے اور اسیطرح اونکے خرید و فروخت کا حکم بھی کسی خاص غایت کے ساتھ مقید نہین ہوا پس حکم مین تخصیص کا حکم کرنا بیوجہ ہوگا اسی لئے جمہور فقہاء نے اونکے مطلقاً حرام ہونیکو اختیار کیا ہے تاکہ مادۂ فساد بالکلیہ برطرف ہوجائے چنانچہ اس مطلب کی جناب علیین مکان طاب ثراہ نے مجالس مفجعہ مین تصریح فرمائی ہے اور اونکی عین عبارت یہ ہے ”واما مظنة ان تحریم استعمالها من اجل ماقصد منها من اللهو فلا یکون محرما فی نفسه وانما یحرم غایته من اللهو واللعب فاذا قصد به التحزن والابکاء والاعلام وهما من الاغراض الصحیحة فلا یکون التحریم ثابتا فانما یتجه لو کان تحریمها معللاً بهذه الغایات الفاسدة وحیث ان فی جملة من نصوص التحریم